عربی زبان کی اہمیت وفضیلت

اگر کسی بھی ملک و قوم کی ثقافت کا اندازہ لگانا ہو تو وہاں کی زبان کو دیکھ لیا جائے، کیوں کہ وہی ہے جو اپنے دامن میں وہاں کی تہذیب و ثقافت کو سموئے ہوئے ہے۔ اور یہ کسی بھی شخصیت، کسی بھی کردار کو بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ لہذا جو دو زبانوں پر قدرت رکھتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دو تہذیبیں اس کی مُٹھی میں ہیں، اور جو تین زبانوں پر مہارت رکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تین تہذیبیں اس کے علم کی قلمرو میں شامل ہیں۔ مگر یہ کہ کسی بھی انسان کی مادری زبان کا اس کی تہذیب کی تشکیل میں بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لیے جسے اپنی قومی زبان کے اسرار و رموز کی کوئی شُدبُد نہیں ہے، تو نہ تو اسے اپنی تہذیب سے کوئی شناسائی ہو سکتی ہے اور نہ ہی اسے اس کی گہرائی کا کوئی اندازہ ہو سکتا ہے۔

اور عربی زبان کو تو ایک غیر معمولی اختصاص حاصل ہے، جو دنیا کی کسی بھی زبان کے نصیب میں نہیں، اس لیے کہ اسے قرانِ کریم اور حدیثِ مبارک کی زبان بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ اور ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن، جس نے اپنے پُر کیف کلام و بیان اور پر لطف لغوی و بیانی اسرار و رموز سے، پوری دنیا کی عقل آج بھی دنگ کر رکھی ہے؛ وہ سارے ماہ پارے اسی زبان ہی کے دامن میں تو پلے بڑھے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: "وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَٰهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا" "اور اسی طرح سے ہم نے تجھ پر عربی قرآن نازل فرمایا ہے" (طہ:۱۱۳)، اور ارشاد باری ہے: "وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ" "اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس لوگوں کو

خبردار کریں اور جمع ہونے کے دن سے ، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں" (الشوری:۷)، اور ارشاد باری ہے:"بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ""صاف عربی زبان میں ہے"(الشعراء:۱۹۵)،اورارشاد باری ہے:"لَقَدْ أَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ""یقیناً ہم نے تمہاری جانب کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہارے لیے ذکر ہے، کیا پھر بھی تم عقل نہیں رکھتے ؟"(الانبیاء:۱۰)

قرآن کریم نے عربی زبان کو اور عقل کے کام میں لانے کو ایک ساتھ جوڑ کر دیکھا ہے۔ ارشاد باری ہے:"إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُون" "یقیناً ہم نے اس کو قرآن عربی نازل فرمایا ہے کہ تم سمجھ سکو" (یوسف:۲)، لہذا مسلمانوں نے قرآن کی اس صدا پر لبیک کہا اور اپنی عقلوں کو کام میں لگا دیا ، اور پھر وہ علم وتہذیب کے ایسے ایسے موتی چن کر دنیا کے سامنے لائے جن کی نور افشانی کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح سے اللہ تعالی نے زبانِ عربی کو اور علم کی طرف دعوت دینے کو ایک ساتھ ذکر فرمایاہے۔ ارشاد باری ہے:"كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ" "(ایسی) کتاب جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے،(اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے اس قوم کے لیے جو جانتی ہے"(حٰم السجدۃ:۳) تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں طلبِ علم کا جوش پیدا ہو جائے ، اور وہ اپنے آپ کو تقوی سے آراستہ کرلیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:"وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ * قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ""اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں * قرآن ہے عربی میں جس میں کوئی کجی نہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ پرہیز گاری اختیار کرلیں!"(الزمر:۲۷،۲۸).

اور اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ دین کی صحیح سمجھ اور قرآن و حدیث سے احکام کا درست استنباط؛ زبانِ عربی کی صحیح اور دقیق سمجھ پر ہی موقوف ہے، کیوں کہ زبان ہی دین کو سمجھنے کی کنجی ہے۔ اسی مفہوم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ملاحظہ کیجیے، وہ فرماتے ہیں: مجھے "فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" کا معنی معلوم نہیں تھا، پھر جب میرے پاس دو بدو لوگ کنویں کے بارے میں اپنا جھگڑا لیکر آئے، تو ان میں سے ایک

نے کہا:"أنا فَطَرْتُها" "میں نے اس کو پہلے بنایا تھا"(تو مجھے پتا چلا کہ فاطر کا کیا معنی ہوتا ہے۔) بلکہ اہلِ اصول، فقہائے کرام اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے عربی زبان اور اس کے حروف کو اجتہاد کی سب سے اہم شرطوں میں سے مانا ہے۔

اسی طرح سے کوئی اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ عربی زبان اور اس کے اسرار و رموز سے نا واقفیت، اس کی عبارتوں اور اس کے متعلقات کی سمجھ میں کم مائیگی اور عمل کے میدان میں اس کے اسرار و رموز کی پرواہ کیے بغیر اس کے ظاہری معنی پر آسودگی، انسان کو بہت بڑی خطا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور کبھی کبھی تو اس خطا کا اثر اس شخص کو ایسے موڑ پر لے آتا ہے جہاں پر وہ ناجائز خون ریزی کرنے کو کار ثواب سمجھنے لگتا ہے۔ اسی لیے کتاب و سنت کا سمجھنا فرض ہے، جو کہ عربی زبان کو سیکھے بغیر ممکن نہیں ہے، اور اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کے بغیر فرض کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو وہ چیز بھی فرض ہی کی منزل میں ہوتی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: عربی سیکھو، کیوں کہ وہ تمہارے دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ عبد الملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اپنی زبانوں کی اصلاح کرو، کیوں کہ کسی آدمی کے اوپر اگر کوئی ناگہانی آپڑے، تو وہ کپڑا یا سواری تو اُدھار لے سکتا ہے، (لیکن اگر زبان خراب ہو جائے تو) وہ کسی سے اُدھار نہیں لے سکتا۔ اور آدمی کا اصل جمال تو اس کی فصاحت میں مضمر ہے۔

برادرانِ اسلام!!

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قران کی زبان پوری امت کے علمی ورثہ کو جامع اور اس کی نگہبان ہے، اور تاریخ کے ہر دور کی فکر و ثقافت کی نیرنگیاں اس کے سینہ میں آج بھی محفوظ ہیں، اور فکرِ امت کے بقاو دوام کی بھی یہی ضامن ہے۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ قوموں کا وجود ان کی زبان کے وجود سے مرتبط ہوتا ہے، لہذا وہ

قومیں جن کی زبانیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں، تو وہ بھی تاریخ کے اندھیروں میں کہیں گم ہو کر رہ گئیں، یا پھر دوسری قوموں کی تہذیبیں ان کی تہذیبوں کو بے رحمی کے ساتھ نگل گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی زبان پر توجہ صرف کرنا اپنی پہچان کے لیے توجہ صرف کرنے کے مترادف ہے، اس کی حفاظت کے لیے تگ و دو کرنا اپنی تہذیب کی حفاظت کے لیے تگ و دو کرنے جیسا ہے۔ زبان ہی ایک ایسی چیز ہے جو آپ کی صف کے متحد ہونے کا پتہ دیتی ہے، آپ کے مقصد کی یگانیت سے باخبر کرتی ہے اور آپ کی فکری یکجہتی کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ اسی طرح سے زبان کسی بھی قوم یا پھر کسی بھی کلچر کا سب سے اہم تہذیبی مخزن ہوا کرتا ہے۔

اس لیے آج ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، اور ہر اس طاغوتی قوت کا ڈٹ کر سامنا کریں جو ہماری تہذیب کو مٹانا چاہتی ہیں، اور پوری محنت و لگن سے ہر وہ کام کریں جس سے ہماری تمدنی دفاعی پوزیشن اتنی مضبوط ہو جائے کہ پھر اس کے سامنے کتنی ہی طوفانی موجیں سر کیوں نہ اٹھائیں، لیکن وہ اس کی صلابت کے آگے صرف ایک ادنی سا تِنکا ثابت ہو کر رہ جائیں۔ اور یہ سب اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہم قرآن کی زبان کے لیے محنت صرف کریں، اس پر اپنی توجہ لٹائیں، کیوں کہ وہ ہماری تہذیب کی کنجی ہے۔ اس پر فخر کرنا اپنی تہذیب پر فخر کرنا ہے۔ اور اس کی خدمت کرنا دین و وطن کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

اے اللہ! مصر کو اور دنیا کے تمام ممالک کو ہر بلا سے محفوظ فرما۔ آمین